Regd S No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱

ہفتہ

یکم جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر:- عبد القادر بی - اے

جلد ۷ | ۶ تبلیغ ۱۳۳۳ھ ش | ۶ فروری ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۹

ایشیا کا اہم ترین مسئلہ غذائیت کی قلت ہے

علاقائی امراض کے ماہر سر فلپ منسن بہر کا بیان

کراچی ۵ فروری - علاقائی امراض کے ماہر سر فلپ منسن بہر نے کل اعلان کیا کہ ایشیا کا اہم ترین مسئلہ "غذائیت" ہے۔ انہوں نے ہوٹل میٹروپول میں اخبار نویسوں کو بتایا اگر لوگوں کو مناسب غذا میسر نہ آئے۔ تو ہر قسم کی بیماریوں کا بھڑکنا اور جوش میں آنا لازمی ہے۔ ادویہ سازی میں جو حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا قریب قریب تمام بیماریاں ختم ہو چکی ہیں اگر نہیں ہو سکیں۔ تو وہی جو بھوک اور قلت غذائیت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا لوگوں کو کافی مقدار میں غذا پہونچا دو وہ بیماریوں کا زیادہ آسانی سے مقابلہ کر سکیں گے خصوصاً تپ دق کا۔ اپنے اس خیال کی تائید میں مثالیں دیتے ہوئے کہ علاقائی بیماریوں کا اگر مناسب طریق پر تدارک کیا جائے تو ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا برطانوی گی آنا سے ملیریا نابود ہو چکا ہے۔ اور اب مغربی افریقہ میں بھی اس کا وجود تیزی سے ختم ہوتا جا رہا ہے۔ گزشتہ سال برطانوی گی آنا میں صرف تین آدمی ملیریا کا شکار ہوئے تھے۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا۔ کہ جدید تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ پسماندہ ملکوں کے اساتذہ کو ترقی یافتہ ملکوں میں بکثرت بھیجا جائے۔ تاکہ وہ مختلف امراض کے جدید طریقہائے علاج سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

حضور ربوہ واپس تشریف لے آئے

ربوہ ۴ فروری۔ مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور سے ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

جرمنی میں آزاد انتخابات عمل میں لانے کے متعلق روس نے مغربی طاقتوں کی تجاویز مسترد کر دیں

اگر انتخابات کرانے ہیں تو پہلے تمام قابض افواج کو جرمنی سے واپس بلا لیا جائے (مولوٹوف)

برلن ۵ فروری۔ کل چار وزراء کی کانفرنس میں روس کے وزیر خارجہ مسٹر ایم۔ مولوٹوف نے جرمنی میں آزاد انتخابات عمل میں لانے کے متعلق مغربی طاقتوں کی تجاویز مسترد کر دیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا۔ کہ انتخابات کرانے سے قبل یہ ضروری ہے۔ وہاں سے تمام قابض افواج کو واپس بلا لیا جائے۔ مسٹر مولوٹوف نے یہ تجویز اپنی تقریر کے دوران میں پیش کی۔ جو ۴۰ منٹ تک جاری رہی۔ مسٹر مولوٹوف فرانسیسی اور برطانوی وزراء خارجہ کے بعد سب سے آخر میں بولنے کھڑے ہوئے انہوں نے کہا چونکہ ابھی تک کسی نے میرے پیش کردہ منصوبے کے متعلق کچھ نہیں کہا ہے کہ آیا وہ اس کے حق میں ہیں یا خلاف اس لئے اب یہ مغربی طاقتوں کا کام ہے۔ کہ وہ اس پر غور کریں۔ اور اس کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کریں۔ فرانسیسی وزیر خارجہ ایم جارجیز بیداٹ نے اپنی تقریر میں ایم مولوٹوف کو چیلنج کیا تھا کہ وہ بتائیں آیا وہ آزادانہ انتخابات کے ذریعہ جرمنی میں حکومت قائم کرنے کے حق میں ہیں یا نہیں اگر وہ آزاد انتخابات کے ذریعہ جرمن حکومت کے قیام پر رضامند نہیں ہیں۔ تو وہ مغربی طاقتوں کے پیش کردہ پلان میں کیا ترامیم پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مصر کے صدر جنرل محمد نجیب کے نام چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا مراسلہ

پاکستانی ناظم الامور کی جنرل نجیب اور وزیر خارجہ محمود فوزی سے ملاقات

قاہرہ ۵ فروری۔ پاکستان کے ناظم الامور مسٹر طیب حسین نے کل مصر کے صدر جنرل محمد نجیب سے ملاقات کر کے انہیں وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی طرف سے ایک پیغام دیا۔ ایک پاکستانی ترجمان نے اس بارے میں صرف اتنا بتایا کہ یہ پیغام مصر اور پاکستان کے باہمی تعلقات سے متعلق ہے۔ مصر کے وزیر خارجہ ڈاکٹر محمود فوزی بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔ جو ۴۵ منٹ تک جاری رہی۔

پونے دو کروڑ ڈالر کی مشینری کا آرڈر

انقرہ ۵ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی کی وزارت صنعت نے مغربی جرمنی کی دو فرموں کو شکر سازی کے چار کارخانوں کے لئے مشینری کا آرڈر دیا ہے۔ مشینری کی مالیت کا اندازہ ایک کروڑ ۶۷ لاکھ دس ہزار ڈالر ہے۔ مشینری برآمد کرنے سے پہلے ان فرموں کو وزارت خزانہ اور وزارت اقتصادیات سے مذکورہ معاہدے کی توثیق کرانی ہوگی۔

آگ لگنے کی وجہ سے مصر کے ۷۰۰ دیہاتی بے گھر ہو گئے

قاہرہ ۵ فروری۔ دریائے نیل کے طاس کے علاقے میں تین گاؤں پچھلے دنوں آگ کی نذر ہو گئے تھے۔ مصری حکام نے اعلان کیا ہے کہ اس آگ کی وجہ سے ۷۰۰ دیہی باشندے بے گھر ہو گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک بچہ ہلاک ہوا اور ۳۱ اشخاص کو آگ کی لپیٹ میں آنے کی وجہ سے شدید زخم آئے مالی نقصان کا اندازہ ۱۸ ہزار مصری پونڈ ہے۔

سلامتی کونسل میں اسرائیل کے خلاف مصر کی شکایت

نیویارک ۵ فروری۔ مصر نے سلامتی کونسل میں شکایت کی ہے کہ اسرائیل العوجہ کے غیر فوجی علاقے میں ایک بار پھر معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے۔

مغربی پاکستان کو آئندہ کوئلہ درآمد کرنا نہیں پڑے گا

کراچی ۵ فروری۔ بلوچستان میں سوئی کے مقام پر جو گیس کا پتہ چلا ہے۔ اس سے کارخانے چلانے کے لئے نوے لاکھ پونڈ کا جو منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس میں برطانیہ کی کامن ویلتھ ڈیولپمنٹ فائننس کمپنی نے تقریباً ۱۰ لاکھ پونڈ لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ پاکستان انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن اور برما آئیل کمپنی نے بھی دس لاکھ پونڈ لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ سوئی گیس ٹرانسمیشن کمپنی نے بین الاقوامی بنک سے پچاس لاکھ روپے قرضے کی بھی درخواست کی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۵۵ء کے وسط تک سوئی گیس کراچی پہونچ جائے گی۔ گیس کی پائپ لائن سکھر، روہڑی، حیدر آباد اور کوٹڑی سے ہوتی ہوئی کراچی پہونچے گی۔ پائپ لائن ۱۶ انچ موٹی اور تقریباً ساڑھے تین سو میل لمبی ہوگی۔ گیس کے ماہر مسٹر سی ایس سنو ڈگراس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ مغربی پاکستان میں اس گیس کے استعمال سے ایندھن

کمبھ میلہ کے حادثہ پر پاکستان کا بھارت سے اظہار ہمدردی

کراچی ۴ فروری۔ ہز ایکسی لنسی مسٹر غلام محمد نے جمہوریہ ہند کے صدر ہز ایکسی لنسی ڈاکٹر راجندر پرشاد کو کمبھ میلہ کے حادثہ پر حسب ذیل پیغام ہمدردی ارسال کیا ہے کمبھ میلہ میں کثرت ہجوم کے باعث زبردست جانی نقصان کی خبر پڑھ کر مجھے سخت صدمہ ہوا ہے۔ میں اپنی نیز عوام و حکومت کی جانب سے اس حادثہ پر یور ایکسی لنسی سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں اور ہلاک ہونے والوں کے متعلقین

مرکزی مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا جلسہ

۱۴ فروری کو وزیر اعظم کی کوٹھی میں منعقد ہوگا

کراچی ۴ فروری۔ سندھ اسمبلی کے لئے سکھر کے حلقہ انتخاب سے ایک مسلم لیگی امیدوار نامزد کرنے کے لئے مرکزی مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا جلسہ ۱۴ فروری کو وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کی کوٹھی میں منعقد ہوگا۔

مصر کی نئی خارجہ پالیسی

قاہرہ ۴ فروری۔ قاہرہ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ مصر نے نئی خارجہ پالیسی مرتب کی ہے جس سے مشرق وسطیٰ میں سامراج کو نقصان پہونچے گا۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۲ تبلیغ ۱۳۳۳ھ

دینی مسائل اور رائے عامہ

کراچی کے ایک لوکل سہ روزہ میں حسب ذیل مکتوب جناب بہادل خاں ناگرہ امیر جماعت اسلامی سیالکوٹ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

عوام سے استصواب رائے کا جواز کسی مباح معاملہ کے متعلق تو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ایسا معاملہ جس کے اختیار یا ترک کرنے سے شرعی طور پر کوئی حرج نہ ہو۔ مثلاً ناپ تول کے پیمانے سکے۔ سرکاری زبان کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ لیکن ایسے معاملات کے متعلق جن کے اختیار یا ترک کرنے میں شریعت کے اصولوں پر زد پڑتی ہو۔ اور ان کے حل کرنے میں اجتہاد کے ذریعہ کتاب اور سنت سے استنباط کرنے کی ضرورت پیش آتی ہو۔ ہر ایسے دلیے اور نتھو خیرے سے استصواب کرنا دین اسلام کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ اگر شرعی معاملات کے متعلق استصواب رائے عام کی راہ کھول دی گئی۔ تو دینی نقطہ نگاہ سے موجودہ غیر اسلامی معاشرہ میں بہت خطرناک ثابت ہوگی۔

باپ کی وفات کے بعد دادا کی جائداد سے پوتا کے حصہ کا مسئلہ خالصتہ" ایک دینی مسئلہ ہے اور صریحاً اجتہاد سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن صوبہ پنجاب کی اسمبلی کی طرف سے اس کے متعلق لوکل باڈیز مقامی انجمنوں اور اداروں حتیٰ کہ حکومت کے ملازمین سے بھی استصواب رائے کیا جا رہا ہے کوئی بتلائے لوکل باڈیز اور دیگر مقامی اداروں اور سرکاری اہلکاروں میں کتنے ایسے مسلمان ہیں۔ جو علم دین کی ابجد سے بھی واقف ہیں۔ اور صوبہ پنجاب اسمبلی میں کتنے ایسے عالم دین ہیں۔ جو دین اسلام سے پوری طرح واقف ہیں۔ اور وہ اپنے علم و فضل اور تقوے کی بنا پر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔

علمائے کرام کے عام رجحان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دادا کی جائداد سے پوتا کی محرومیت کا مسئلہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ لیکن چونکہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے اس بات کی عام تشہیر کی گئی ہے کہ اسلامی شریعت میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی واضح احکام موجود نہیں ہیں۔ اس لئے مختلف فرقوں کے معتمد علیہ علمائے کرام کا فرض ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس مسئلہ میں ہمارے فرنگی ملا جو دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان پر غور و خوض کریں۔ اور پھر اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس مسئلہ کے متعلق عوام کی آگاہی کے لئے پورے دلائل کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کریں۔ اس کے بعد اسمبلی کے "علماء حضرات" جو چاہیں کریں۔ اسلامی جمہوریت میں قابل قبول فیصلہ وہی ہوگا۔ جس کی پشت پر لال بجھکڑوں کی کثرت آراء نہیں۔ دینی اصولوں کے تحت قوی اور معقول دلائل ہوں گے۔

بہادل خاں ناگرہ امیر جماعت اسلامی سیالکوٹ"

جہاں تک اصول کا تعلق ہے ہم اس کی پوری پوری تائید کرتے ہیں۔ یہ ایک واضح اور حقانی بات ہے کہ کسی ایسے مسئلہ میں جو فہم شریعت سے تعلق رکھتا ہے عوام کی رائے نہیں بلکہ علماء ہی کی رائے قابل اعتنا ہے جو شریعت کو سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ صرف حکومت ہی ایسی غلطیاں نہیں کرتی۔ اور نہ صرف عوام ہی بلکہ ہمارے علماء بھی ان حد بندیوں سے واقف نہیں ہیں۔ جو بعض دینی مسائل کے متعلق لازمی ہیں۔ اور جن کی واضح طور پر راہنمائی قرآن کریم اور سنت رسول اللہ میں موجود ہے۔ یہ تو درست ہے کہ فہم شریعت کے لئے علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور ایسے مسائل میں صرف ان کی ہی نہ کہ عوام کی رائے لینی چاہیئے۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ علماء بھی ان حد بندیوں سے ناواقف ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے نہ صرف عوام پر بلکہ علماء پر بھی بلکہ اپنے فرستادگان پر بھی لگائی ہیں اور بعض مسائل کو جن کا فیصلہ اس نے اپنی ہی ذات تک محدود رکھا ہے۔ ان میں بھی دخل اندازی کر دیتے ہیں۔ مثلاً دین کا معاملہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اور قرآن کریم میں بیسیوں جگہ خود سرور کائنات خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے لست علیھم بمصیطر۔ لست علیھم بوکیل

پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ کسی کے دل کا حال اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی بشر نہیں جان سکتا کیونکہ یہ بات بشر کی طاقت سے باہر رکھی گئی ہے۔ کہ وہ کسی کے دل کے راز کو جان سکے اس کو صرف اللہ تعالےٰ ہی جان سکتا ہے زیادہ بندۂ حق اس قدر جان سکتا ہے۔ جس کو جس قدر اللہ تعالےٰ خود اطلاع دے دے۔ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی انسان کی دلی کیفیت کے متعلق کوئی دوسرا انسان حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی حکم نہیں لگا سکتے۔ چہ جائیکہ عالم دین کو اس کی اجازت ہو۔ مثلاً اگر کوئی انسان اپنی زبان سے اپنے آپ کو کسی دین کا پابند بیان کرتا ہے۔ تو کسی عالم بلکہ کسی اسلامی سے اسلامی عدالت یا حکومت کو تو کیا کسی اپنے فرستادہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ سوائے اس کے کہ جس کا وہ خود اقرار کرتا ہے۔ اس کو کسی اور دین کا پابند قرار دے اور اس کو اس دین سے نہ سمجھے جس کا وہ اقرار کرتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صحابی کا واقعہ پیش ہوا کہ اس نے جنگ کے دوران میں ایک مخالف کو جس نے عین اس موقعہ پر کہ وہ زیر ہو چکا تھا کلمہ طیبہ پڑھ لیا تھا اس بنا پر قتل کر دیا کہ اس نے دل سے نہیں بلکہ جان بچانے کے لئے ایسا کیا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ دیا کہ "ھل شققت قلبہ" کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا؟ کتنا نازک معاملہ ہے۔

اگر کوئی شخص ایسے معاملہ میں رائے دے جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات تک محدود رکھا ہے

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء

۱۶-۱۷-۱۸ اپریل کو بمقام ربوہ منعقد ہوگی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۶ تا ۱۸ شہادت ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۸ اپریل ۱۹۵۴ء جمعہ ہفتہ اور اتوار کو بمقام ربوہ ہوگی۔ جماعتیں اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے اطلاع دیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

کامراں ہوتی ہے آخر میں خدا کی تدبیر

مر کے جو زندۂ جاوید ہوا ہے تنویر
ہے یہ انفاس مسیحائے زماں کی تاثیر

وادیٔ ربوہ کے ہر ذرے سے سورج پھوٹا
تڑپی جب ابن مسیحا کی دعائے شبگیر

ایک ربوہ ہی نہیں عکس جمال دلدار
قادیاں ہونے ہیں دنیا میں ہزاروں تعمیر

سننے دیتی نہیں کچھ پنبہ بگوشی ورنہ
کائنات اس کی شہادت میں ہے محو تقریر

لاکھ انسان کوئی کرتا پھرے تدبیریں
کامراں ہوتی ہے آخر میں خدا کی تدبیر

تعلق باللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک بصیرت افروز تقریر

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر کسی صوفی کا یہ قول پنجابی میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ "یا تو کسی کے دامن سے چمٹ جا۔ یا کوئی دامن تجھے ڈھانپ لے۔" یعنی اس دنیا کی زندگی ایسی طرز پر ہے۔ کہ اس میں سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں کہ یا تو تم کسی کے بن جاؤ۔ یا کوئی تمہارا بن جائے۔ اور یہی طین سے پیدا کرنے کا مفہوم ہے۔ یعنی انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ یا تو وہ کسی کا ہو کر رہنا چاہتا ہے۔ یا کسی کو اپنا بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ دیکھ لو بچہ ابھی پوری طرح ہوش بھی نہیں سنبھالتا۔ کہ کسی کے ہو جانے کا شوق اس کے دل میں گدگدیاں پیدا کرنے لگتا ہے بلوغت تو کئی سالوں کے بعد آتی ہے۔ لیکن چھوٹی عمر میں ہی لڑکیوں کو دیکھ لو۔ وہ کھیلتی ہیں تو کہتی ہیں۔ یہ میرا گڈا ہے۔ اور یہ تیری گڑیا ہے۔ آؤ ہم گڈے۔ گڑیا کا بیاہ رچائیں۔ میرے گڈے کے ساتھ تیری گڑیا کی شادی ہوگی۔ اور فلاں کے گڈے کے ساتھ فلاں کی گڑیا کی شادی ہوگی۔ پھر وہ گڈے گڑیا کی شادی کرتی ہیں۔ اور بڑی خوشی مناتی ہیں۔ کہ ہمارے گڈے کی شادی ہوگئی۔ یا ہماری گڑیا کا فلاں کے گڈے سے بیاہ ہوگیا۔ پھر وہ ماؤں کی نقل کر کے گڑیوں کو اپنی گود میں اٹھائے پھرتی ہیں۔ انہیں پیار کرتی ہیں۔ اور جس طرح مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ اسی طرح وہ ان کو اپنے سینوں سے لگائے رکھتی ہیں۔ کیونکہ ان کا دل چاہتا ہے۔ کہ ہم کسی کی ہو جائیں۔ یا کوئی ہمارا ہو جائے۔ اسی طرح لڑکوں کو دیکھ لو۔ جب تک بیاہ نہیں ہوتا۔ ہر وقت ماں کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں۔ لیکن جب بیاہ ہو جائے۔ تو کہتے ہیں ماں تو جائے چولہے میں۔ ہماری بیوی جو ہے۔ وہ ایسی ہے اور ایسی ہے۔ اور دن رات اس کی تعریفوں میں گذر جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ خلق الانسان من علق۔ انسان کی فطرت میں ہم نے یہ مادہ رکھا ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی کا ہو کر رہنا چاہتا ہے۔ اس کے بغیر اس کے دل کو تسلی نہیں ہوتی۔

پھر علق کے معنے خصومت اور جھگڑے کے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن میرے مضمون کے ساتھ ان معنوں کا تعلق نہیں۔ اس لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ہم نے انسان کے اندر جھگڑنے کا مادہ رکھا ہے۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ وکان الانسان اکثر شیء جدلا (کہف ع ۸) جھگڑا بھی انسان تبھی کرتا ہے جب وہ کسی چیز کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اس لحاظ سے اس میں بھی تعلق کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور وہ تضاد جو بادی النظر میں دکھائی دیتا ہے۔ دور ہو جاتا ہے۔

غرض جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا۔ کہ خلق الانسان من علق۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے علق سے پیدا کیا ہے۔ یعنی انسان کی فطرت میں اس نے اپنی محبت کا مادہ رکھ دیا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ نہ صرف انسان خدا تعالیٰ سے محبت کر سکتا ہے بلکہ یہ کہ ہم نے خود انسان کے اندر محبت کا مادہ پیدا کیا ہے۔ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو کسبی ہوتی ہیں۔ اور بعض چیزیں کسبی نہیں بلکہ فطرتی ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت بھی کوئی کسبی چیز نہیں۔ بلکہ وہ ایک فطرتی مادہ ہے۔ جو ہر انسان کے اندر پایا جاتا ہے۔ جب تم ان ساری چیزوں پر غور کرو گے۔ تو آخر تم اسی نتیجہ پر پہنچو گے۔ کہ خدا تعالیٰ سے محبت ہو سکتی ہے۔ پس اسلام تعلق باللہ کو نہ صرف ممکن بلکہ انسان کی اغراض پیدائش میں سے قرار دیتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ اشد فرحا بتوبۃ احدکم من احدکم بضالتہ واذا وجدھا (مسلم کتاب التوبہ) یعنی حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری سفر میں گم ہو جائے۔ اور پھر وہ اسے مل جائے۔ عرب جیسے ملک میں سفر کی حالت میں اگر کسی شخص کی سواری گم ہو جائے۔ تو تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ یہ کتنی خطرناک بات ہے۔ میلوں میل پر ایسے شخص کو نہ پانی مل سکتا ہے۔ نہ کھانے کے لئے کوئی چیز مل سکتی ہے۔ اور نہ کوئی اور ایسا شخص مل سکتا ہے جو اسے منزل مقصود پر پہنچنے میں مدد دے۔

ایسی حالت میں اگر اس کی گم شدہ سواری اسے مل جائے۔ تو جو خوشی ایسے شخص کو ہو سکتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اس سے بھی زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو اس وقت ہوتی ہے۔ جب اس کا کوئی بندہ اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔ دیکھو اس میں بھی نہ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ بلکہ ایک زائد بات بھی اس میں بتائی گئی ہے۔ اور وہ زائد بات یہ ہے۔ کہ ضالہ گم شدہ سواری کو کہتے ہیں۔ اور بندے کے توبہ کی مثال گم شدہ سواری سے دینا اپنے اندر یہ حکمت رکھتا ہے۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کی سواری ہے۔ جس سے وہ سفر کرتا ہے۔ یعنی اپنی صفات کو دنیا میں جاری کرتا ہے۔ اگر یہ حکمت مدنظر نہ ہوتی۔ تو گم شدہ سواری کی مثال دینے کی بجائے یہ بھی کہا جا سکتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ جتنی کسی شخص کو اپنی کھوئی ہوئی دولت کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ مثال کے لئے سواری کو مخصوص کرنا بتاتا ہے۔ کہ انسان بھی اللہ تعالیٰ کی ایک سواری ہے۔ سواری کے معنے اس چیز کے ہوتے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے اس کا سوار اپنی منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ پس جس طرح گدھے اور گھوڑے اور اونٹ کا انسان محتاج ہے۔ اور وہ ان پر سواری کرتا ہے تا کہ وہ جلد منزل مقصود پر پہنچ سکے۔ اسی طرح خدا بھی اپنے ظہور کے لئے کسی نیک بندے کا محتاج ہوتا ہے۔ وہ انسان اونٹنی بنتا ہے۔ اور خدا اس پر سوار ہوتا ہے۔ اور جس طرح اسی سواری سے سفر اچھا ہوتا ہے۔ جو سدھی ہوئی ہو۔ اسی طرح انسان بھی وہی کام کا ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے سدھ جائے۔ اور اس کے اشاروں کو سمجھنے لگے۔ گویا خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے کی مثال ایک سواری کی سی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے کام آتی ہے۔ اگر وہ نہ ہو۔ تو اس دنیا سے خدا تعالیٰ روشناس بھی نہ ہو۔ تمثیلی زبان میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو اس بات کا محتاج قرار دیا ہے۔ کہ انسان اس کی سواری بنے۔ تا دنیا میں اس کا ظہور ہو۔ اور اس کی صفات اس عالم میں ظاہر ہوں۔

غرض قرآن کریم و حدیث سے ثابت ہے۔ کہ انسان کی پیدائش تعلق باللہ کے لئے ہے۔ اور یہ کہ تعلق باللہ دونوں طرح کا ہوتا ہے۔ بندے کا خدا سے اور خدا کا بندے سے۔ جیسا کہ حدیث بالا میں توبہ پر خدا کی خوشی کا ذکر ہے۔ اور انسان کو خدا تعالیٰ کی سواری قرار دیا گیا ہے۔ نیز اس حدیث میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ انسان نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کے کان ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری جلد ۴ کتاب الرقاق باب التواضع) اور یہ مقام جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ سے انسان کا ایسا گہرا تعلق قائم ہو جانا کہ انسان اس کی سواری بن جائے۔ اور خدا تعالیٰ کا اپنے بندے کو اس قدر قریب کرنا کہ اس کے کان اور اس کی آنکھیں اور اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اس کے نہ رہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے بن جائیں۔ یہ خالی اطاعت و امتثال اوامر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان امور کا تعلق فکر سے ہے۔ جذبات سے نہیں۔ اطاعت ایک فلسفیانہ چیز ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ملنا ایک حسیاتی چیز ہے۔ اطاعت اور امتثال محض دماغی کیفیات سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا اس قدر قریب ہو جانا کہ انسان اس کی سواری بن جائے۔ اور خدا اس کے ہاتھ پاؤں بن جائے یہ دل کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ حس و جذبات ایسی چیزیں ہیں۔ جن کا تعلق دائمی ہوتا ہے۔ اور دماغ ایسی چیز ہے۔ جس کا تعلق عارضی ہوتا ہے۔ تم جاگ رہے ہو۔ تو مکھی جب تمہارے جسم پر بیٹھنے کے لئے آتی ہے۔ تو تم ہاتھ مارتے ہو۔ تا کہ مکھی تم سے دور ہو جائے۔ لیکن سوتے ہوئے اگر مکھی تمہارے قریب آتی ہے۔ تو تمہیں رعشہ کا مرض ہو۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ یہ نہیں ہوتا۔ کہ سونے کی حالت میں اس کے آنے سے پہلے ہی اس کو ہٹانے کی کوشش کرو یا دشمن آتا ہے۔ اور تم پر حملہ کرتا ہے۔ اور تم مقابلہ کر کے اسے بھگا دیتے ہو۔ اور پھر تم سو جاتے ہو۔ تو یہ کہ تم سوتے سوتے یہ سوچتے رہو۔ کہ اگر پھر دشمن تم پر حملہ کر دے۔ تو تم اس کا کس طرح مقابلہ کرو گے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اگر تمہارے سوتے ہوئے گھر میں کوئی دشمن آ جائے۔ اور تمہاری بیوی یا بیٹا اس کا مقابلہ کر کے اسے بھگا دے۔ تو تم بعد میں شکوہ کرتے ہو اپنے بیٹے سے یا شکوہ کرتے ہو اپنی بیوی سے کہ تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں ورنہ مجھے بھی پتہ لگ جاتا۔ اور میں بھی تمہاری مدد کرتا۔ تو عقلی تعلق صرف جاگتے ہوئے چلتا ہے۔ اور سونے کی حالت میں وہ اتنا کمزور ہو جاتا ہے۔ کہ صرف ماتحت الشعور ہی میں تعلق کا احساس رہتا ہے۔ اور وہ بھی بہت محدود رنگ میں۔ لیکن جذباتی اور قلبی تعلق ایسا نمایاں ہوتا ہے۔ کہ جاگتے ہوئے بھی اس کا خیال رہتا ہے۔ اور سوتے ہوئے بھی اسی کا خیال رہتا ہے۔ چنانچہ

ماں سوتے سوتے اپنے بچہ کو گلے سے چمٹائے رہتی ہے۔ اور سوتے کی حالت میں ہی کبھی وہ اسے پیار کرتی ہے۔ کبھی پچکارتی ہے۔ اور کبھی اسے سینہ سے لگاتی ہے۔ اگر اسی حالت میں کوئی چور اس کا مال اٹھا کر لے جائے۔ تو اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ مال کا تعلق فکر سے ہے۔ جذبات سے نہیں۔ لیکن بچہ کی محبت سونے کی حالت میں بھی قائم رہتی ہے۔ ادھر ماں بچہ کو پیار کر رہی ہوتی ہے۔ اور بچہ اپنی ماں کی چھاتیاں منہ میں ڈالے چوس رہا ہوتا ہے۔ اور وہ دونوں سو رہے ہوتے ہیں۔ تو جذبات ہر وقت قائم رہتے ہیں۔ جب یہ پیدا ہو جائیں۔ تو ان کے لئے جاگنا اور سونا برابر ہوتا ہے۔ لیکن دماغی کیفیتیں جاگتے وقت نمایاں ہوتی ہیں۔ اور سوتے وقت غائب ہو جاتی ہیں۔ اور جب جگاؤ۔ تو ان کیفیات کو دماغ میں مستحضر کرنے کے لئے ایک فاصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ماں کی آنکھ کھلے تو بچہ کی محبت آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی آجائے گی۔ لیکن گھر میں سانپ نکل آئے۔ اور کسی سوئے ہوئے آدمی کو جگایا جائے۔ تو آنکھ کھلنے پر فوری طور پر اس کا ذہن خطرہ کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے درمیان کا فاصلہ طے کرنے کے لئے کچھ وقفہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جذبات میں ایک تسلسل چلتا ہے۔ جو سوتے جاگتے ہر وقت قائم رہتا ہے۔ (باقی)

کرتے رہے

آپ پر ہم جاں فدا کرتے رہے
آپ سوچیں آپ کیا کرتے رہے

آپ پر اپنا کوئی احساں نہیں
اپنی عادت تھی وفا کرتے رہے

دشمنوں کی دشمنی کے باوجود
دشمنوں سے بھی بھلا کرتے رہے

کجکلاہوں کو گراں گذری تو تھی
پر فقیر اپنی صدا کرتے رہے

ان کو تھا اپنے سر و ساماں پہ ناز
بے سر و ساماں دعا کرتے رہے

بارہا حد سے گذر جاتے تھے وہ
درگذر ہم بارہا کرتے رہے

کیا گلہ ناہیدؔ ان سے کیجئے
وہ بجا کہتے بجا کرتے رہے

عبدالمنان ناہید

بقیہ لیڈر صفحہ ۲ سے آگے

بقیہ لیڈر صفحہ ۲ سے آگے

اور جس کی اجازت اس نے اپنے فرستادگان کو بھی نہیں دی۔ خواہ ایسا شخص کتنا ہی عالم شریعت کیوں نہ ہو۔ بلکہ خواہ اس جیسے ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں مل کر ایسا کریں۔ تو کیا یہ اس امر سے بھی خطرناک تو نہیں ہے۔ کہ کسی ایسے دینی معاملہ میں جس کا فیصلہ کرنا فہم شریعت پر مبنی ہو۔ جیسا کہ مکتوب نگار نے اپنے مکتوب میں فرمایا ہے، حکومت علمائے شریعت کی طرف رجوع کرنے کی بجائے استصواب رائے سے فیصلہ کرنا چاہے۔ جب ایسے معاملہ میں جس کی بنیاد کسی کے دل کی کیفیت پر ہو۔ جس کو کوئی بشر نہیں جان سکتا، اور جس کے متعلق سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔ تو پھر اگر اس کا فیصلہ رائے عامہ کی طاقت سے کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو اس کے متعلق کیا کیا جائے گا؟

پوتا جس کا باپ فوت ہو چکا ہو، اپنے دادے کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں۔ واقعی یہ ایک شرعی مسئلہ ہے۔ جو اس دنیا میں ایک شخص کے دوسرے شخص سے دنیاوی تعلقات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ واقعی یہ علمائے شریعت کا کام ہے۔ کہ وہ اس کا حل شریعت کے احکام کے مطابق تلاش کریں۔ استصواب رائے عامہ سے اس کا فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ پھر جس امر کا فیصلہ صرف اللہ تعالےٰ ہی کر سکتا ہے۔ جو قیامت کے دن وہ کرے گا۔ اس دنیا میں اس کا فیصلہ کوئی کس طرح کر سکتا ہے؟

ہفتہ تحریک جدید کی آخری تاریخ ۷ فروری ہے

سلیم الدین احمد صاحب مرحوم

عزیزم سلیم الدین احمد مرحوم (جو گذشتہ سال ہوائی جہاز کے حادثہ میں وفات پا گئے تھے) بہت سی خوبیاں رکھنے والے بہادر احمدی نوجوان تھے۔ مجھ سے عزیز مرحوم کے والد جناب شیخ رفیع الدین احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بیان فرمایا۔ کہ ۱۹۴۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک جرمن ماہر دماغ ڈاکٹر قادیان تشریف لائے، اور عزت مآب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی پر ٹھیرے۔ انہوں نے کئی ایک احباب کے دماغوں کا معائنہ کیا۔ ان میں عزیز مرحوم بھی تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی ان کے متعلق یہ رائے تھی۔ کہ اس لڑکے کا دماغ بہت اعلیٰ ہے، اور اگر اسکی اچھی تربیت کی جائے تو بہترین انسان بنے گا۔

مرحوم کسی خطرہ سے کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ جب میں کراچی سے حفاظت مرکز کے سلسلہ میں پندرہ روز کی رخصت حاصل کر کے غالباً ۲۳ اگست ۱۹۴۷ء کو قادیان پہنچا ہوں۔ تو عزیز کو مشکل سے مشکل کاموں کو باحسن سرانجام دیتے پایا۔ عزیز نے دو ملٹری کے ٹرک حاصل کئے۔ اور اپنے عزیزوں کو جو قادیان میں اور بٹالہ میں دھرم کوٹ بگہ سے آئے ہوئے تھے۔ ان دونوں ٹرکوں میں بٹھا کر لاہور پہنچایا۔ راستہ میں سخت خطرہ پیدا ہو گیا۔ مگر مرحوم نے بڑی جرأت دلیری۔ عقلمندی اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے خدا تعالےٰ کے فضل سے سب عزیزوں کو بخیریت لاہور پہنچایا۔ اس سفر میں میں بھی عزیز کے ہمراہ تھا۔ راستہ میں چند ایک زخمی مرد اور عورتیں ملیں۔ ان کو بھی عزیز نے محبت اور ہمدردی سے سنبھالیا۔ اور بحفاظت پاکستان پہنچایا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ اور ان کے والدین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں ان خطوط کا ملخص بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ جن میں عزیز کے افسران نے عزیز کی قابلیت کے متعلق اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ فلائیٹ لیفٹیننٹ ایم۔ زید مسعود کمانڈنگ ۱۱ جٹ سکواڈرن تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرحوم ہمارے بہترین ہوابازوں میں سے تھے۔ ان کا ہمارے ساتھ ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ رہنا ہمارے لئے سودمند تھا۔ انہوں نے اپنے کام میں نظم و ضبط اور جوانمردی میں بطور ایک افسر اور ایک ہواباز اعلیٰ مثال قائم کی اور اپنے آپ کو قابل ہواباز ثابت کیا۔ گروپ کیپٹن ایم رب کمانڈنگ آفیسر آر۔ پی۔ اے۔ ایف سٹیشن ڈرگ روڈ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرحوم ماہر پائیلٹ تھے، اور پاکستان کی ہوائی طاقت کو ان کا نقصان گراں گذرا ہے۔ وہ بہت ہوشیار اور مستقبل کے لئے شاندار ہواباز معلوم ہوتے تھے۔ اور اپنے سکواڈرن کے ہر دلعزیز آفیسر تھے۔ ایر وائس مارشل ایل۔ ڈبلیو کینن سی۔ بی۔ سی۔ بی۔ ای کمانڈر انچیف آر۔ پی۔ اے۔ ایف تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرحوم ایک لائق اور مستقبل کے لئے شاندار ہواباز تھے۔ پاکستان کی ہوائی طاقت ان کے کام سے مسلسل فائدہ کی امید رکھتی تھی، ان کی بے وقت موت سے بڑا نقصان ہوا ہے۔ جس کی کمی پوری نہیں کی جا سکتی۔

مرحوم ملک اور قوم کی خدمت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ ؎

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

میں صحابہ کرام درویشانِ قادیان اور جملہ احبابِ جماعت سے درخواست کرتا ہوں، کہ وہ عزیزم مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ (شیخ مبارک احمد جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ حلقہ شرقی کراچی۔

درخواست دعا

مکرمی شیخ جلال الدین صاحب ریٹائرڈ ایگزیکٹو آفیسر مری آجکل علیل ہیں۔ ان کی انتڑیوں کا اپریشن مورخہ ۲۹/۱/۵۳ کو ہوا ہے۔ اپریشن خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے کامیاب رہا ہے۔ احباب مکمل صحت کے لئے دعا فرماویں۔ (شیخ عبدالحق ایگزیکٹو انجنیئر کراچی)

ولادت

۲۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو اللہ تعالےٰ نے برادرم ظہور احمد صاحب پسر مکرم شیخ عظیم الدین صاحب تاجر چرم رادھن (سندھ) کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و لمبی عمر عطا فرمائے۔ والدین کے لئے اور سلسلہ کے لئے باعث رحمت و برکت ثابت کرے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ مختار احمد پروپرائٹر فوٹو سروس اکبر روڈ کراچی۔ صدر

تحریک جدید کی قربانیوں میں چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ارشاد کی تعمیل میں یکم فروری ۱۹۵۵ء سے ۷ فروری ۱۹۵۵ء تک تحریک جدید کا ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ اس ہفتہ میں ہر ایک جماعت نے یہ کوشش کرنی ہے کہ ان کی جماعت کا ہر فرد مرد، عورت، بچہ تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہو جائے۔ اور وہ جو کسی مقام پر اکیلے ہیں۔ اور براہ راست وعدہ کرتے ہیں۔ ان کو بھی اپنے گھر کے سب افراد کو تحریک جدید میں شامل کرنا ہے۔ چونکہ تحریک جدید کا جہاد تا زندگی ہے۔ اس لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے لئے تحریک جدید کے چندہ کا معیار مقرر فرما دیا ہے۔ تا مخلصین اس پر لبیک لبیک یا امیر المومنین کہتے ہوئے رضاء الٰہی حاصل کریں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جگہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وعدوں کے لئے جو معیار مقرر فرمایا ہے۔ وہ احباب کرام کے پیش کر دیا جائے۔ تا اس کے مطابق احباب کرام کے وعدے لینے میں کارکنان کو آسانی ہو۔

عام حالات میں تحریک جدید کی قربانیوں کا معیار

(۱) دفتر اول کے السابقون الاولون اور دفتر دوم کے مجاہدین کے لئے عام حالات میں یہ معیار ہے۔ کہ ہر شخص اپنی ایک مہینہ کی آمدن کا چوتھا حصہ ادا کرے۔ مثلاً کسی کی ایک سو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ تو وہ اگر پچیس ۲۵ روپیہ وعدہ لکھوا دے۔ تو یہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں مناسب ہوگا۔ پھر اس سے اوپر نصف یا تین چوتھائی یا ایک ماہ کی پوری آمد دینا ہے۔

دفتر اول کے سابقون الاولون کیلئے معیار قربانی

(۲) ہر وہ شخص جو دفتر اول میں شامل ہے۔ وہ اپنی ماہوار آمد پر دیکھے۔ کہ اس کی قربانی کس قدر ہے اگر اس کی قربانی اس کی ماہوار آمد کے ¼ حصہ کے برابر ہے۔ تو درست ہے۔ لیکن اس سے کم ہے۔ تو وہ اس سال میں اضافہ کر کے کم سے کم ¼ حصہ کے برابر تو کر دے۔

(۳) دفتر اول کا وہ شخص جو ماہوار آمد کا ¼ حصہ دے رہا ہے۔ تو اسے اضافہ کرنا چاہیئے تا بڑھتے بڑھتے اس کا معیار اس کی ایک ماہ کی آمد کا ½ حصہ ہو جائے۔

(۴) دفتر اول کا وہ شخص جو ½ دے رہا ہے وہ اضافہ کرنے کی کوشش کرے تا اس کی قربانی ¾ تک پہنچ جائے۔

(۵) دفتر اول کا وہ شخص جو ¾ یا اس سے زیادہ دے رہا ہے۔ مثلاً ایک ماہ کی پوری آمد دے رہا ہے۔ تو یہ اس کی قربانی نہایت خلاف اور غیر معمولی ہے۔ اس سے زیادہ یعنی ایک ماہ کی آمد سے زیادہ سالانہ قربانی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(۶) دفتر اول کا وہ شخص جو ایک ماہ سے ۵ ماہ تک کی قربانی کرتا آ رہا ہے۔ اس کے لئے یہ ارشاد حضور ہے:۔

"میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ پہلے لوگوں نے انتہائی قسم کی قربانی کی ہے مجھے معلوم ہے۔ کہ جماعت کے بعض مردوں، عورتوں نے اس تحریک میں اپنی پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی آمد لکھوا دی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تحریک پہلے محدود عرصہ کے لئے تھی۔ اب اسے ہمیشہ کے لئے کر دیا گیا ہے پس میں سمجھتا ہوں اس کے لئے اتنی قربانی درحقیقت اب بوجھ ہے۔ اس بوجھ کو ہر شخص نہیں اٹھا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ بے اولاد ہوں۔ یا وہ اپنے اخراجات بہت کفایت سے کرتے ہوں ان کو مستثنیٰ سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو وہ اپنی قربانی کو اس معیار پر رکھیں۔ لیکن باقی لوگوں کے لئے جنہوں نے پہلے سالوں میں بہت زیادہ قربانی کی ہے۔ میری تجویز یہ ہے۔ کہ وہ اپنے معیار قربانی کو گرا دیں۔ مگر یک دم گرانے سے چونکہ بجٹ کو نقصان ہوگا۔ اس لئے وہ یک دم نہ گرائیں بلکہ ہر سال دس دس فی صدی کی کمی کرتے جائیں۔"

پس ایک ماہ کی آمدن سے چھ ماہ تک آمدن کی قربانی کرنے والوں کے لئے یہ ہدایت ہے۔ کہ وہ ہر سال دس فی صدی کی کمی کرتے جائیں حتیٰ کہ ان کی قربانی کا معیار ایک ماہ کی آمد پر آ جاوے۔

دفتر دوم کے مجاہدین کیلئے وعدوں کا معیار

دفتر دوم کے جہاد کا سال دہم شروع ہے۔ اس کے لئے حسب ذیل صورت میں ہر ایک مجاہد سے وعدہ لیا جانا چاہیئے۔ دفتر اول اور دفتر دوم کا ہر مجاہد اپنے وعدے کے ساتھ اپنے بچوں کو شامل کرے۔

(۱) دفتر دوم کے لئے عام معیار یہ ہے۔ کہ ہر ایک احمدی اپنی ماہوار آمد کا کم سے کم ¼ حصہ وعدہ کرے اور ادا کرے۔ کارکنان کو اپنی جماعت کے ہر ایک دوست سے وعدے لیتے وقت اس معیار کی کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی شخص نہ دے سکے یا نہ دینا چاہیئے۔ تو اس کا وعدہ لینے سے انکار نہ کیا جائے۔ کم سے کم پانچ روپیہ کا وعدہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص تحریک جدید میں حصہ لے گا۔ وہ آئندہ خدا کے فضل و کرم سے بڑھتا جائیگا۔ کیونکہ جب اس کے دل میں تحریک جدید کی اہمیت اور ضرورت گھر کر جائے گی تو وہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اور کارکنان کو ایسے احباب کو تحریک جدید کی ضرورت سمجھاتے رہنا چاہیئے۔

(۲) جو احباب پہلے سے ¼ حصہ دے رہے ہیں۔ انہیں اپنے وعدوں میں نمایاں اضافہ کرنا چاہیئے۔ تا ان کا وعدہ ان کی ماہوار آمد کے نصف حصہ تک پہنچ جائے۔

(۳) جو احباب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنی ماہوار کا ½ حصہ ادا کر رہے ہیں۔ وہ اضافہ کرتے ہوئے اسے تین چوتھائی تک جلد سے جلد پہنچا دیں۔ کیونکہ یہ وہ جہاد ہے کہ جنت کو حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل کی ضرورت ہے۔ اس کا فضل اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ تم تحریک جدید میں حصہ لو۔ تکالیف اور مشکلات آتی ہیں۔ آنے دو۔ لیکن تبلیغ نہ چھوڑو۔ تا کہ نجات تمہارا دامن نہ چھوڑے۔ پس ¾ حصہ تک قربانی سے آگے قدم بڑھائیں۔

(۴) دفتر دوم کے وہ مجاہد جو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ¾ حصہ یا اس سے بھی زیادہ قربانی کر رہے ہیں۔ وہ اپنی ایک ماہ کی آمدن تک بڑھا کر دینے کا وعدہ کریں۔ تا تحریک جدید بیرونی ممالک کی تبلیغ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کر سکے۔ اور اسلام کی برتری اور فضیلت کا ڈنکہ چار دانگ عالم میں بج جائے۔ یہ آپ کی قربانیوں سے ہی ہوگا۔ پس راہ خدا میں اس کی رضاء کے لئے چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھو۔ اور اپنا حقیر مال اپنے مقدس امام کے حضور پیش کر کے اس کی رضا کو حاصل کرو۔

(۵) تحریک جدید کا ہفتہ ۷ فروری تک منایا جا رہا ہے۔ ہر جماعت جلسے کرے۔ اور اس میں تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے حضور کا خطبہ ۲۲ جنوری ۱۹۵۴ء بلفظہ سنایا جائے۔ تا احباب کے دل میں تحریک جدید کی اشد اہمیت اور سخت ضرورت کا احساس پیدا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے بندے بہ انشراح صدر وعدے اپنے امام کے حضور پیش کریں۔

(۶) ہر جماعت کا کارکن دفتر اول اور دفتر دوم کی فہرست الگ الگ کاغذ پر تیار کرے اور ہر دو فہرستوں میں آمد ماہوار کا خانہ بھی پُر کرے۔ تا ہر ایک مجاہد کو معلوم رہے کہ وہ اپنی ماہوار آمد کے مقابل پر کس قدر قربانی کر رہا ہے۔ اگر اس کی قربانی کی نسبت کم ہوگی۔ تو وہ آئندہ بڑھانے کا خیال ابھی سے دل میں پیدا کرے گا۔

نوٹ:۔ حضور کے ارشاد ۱۹۴۶ء کے مطابق ضروری ہے۔ کہ ہر ایک جماعت میں تحریک جدید کا ایک سیکرٹری مقرر کیا جائے۔ اس کی منظوری وکیل المال تحریک جدید ربوہ سے حاصل کی جائے۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

درخواست دعا: میرے والد حکیم مولوی کرم الٰہی صاحب جو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی اور سابقون الاولون میں سے ہیں بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں۔ (دین محمد صوفی گوجرانوالہ)

کیا آپ نے اپنا عہد پورا کیا؟

لجنات اماء اللہ متوجہ ہوں

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "پڑھی لکھی عورتیں تمام کی تمام یہ عہد کر لیں۔ کہ ہم اپنے وطن واپس جا کر کم از کم ایک یا دو ناخواندہ عورتوں کو ضرور تعلیم دینگی" حضور کے اس ارشاد پر ایک ماہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک کسی لجنہ اماء اللہ کی طرف سے رپورٹ نہیں آئی۔ کہ انہوں نے ناخواندہ مستورات کی تعلیم کا کیا انتظام کیا؟ تعلیم کی وضاحت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی تھی۔ کہ تعلیم سے مراد قرآن مجید اور معمولی اردو لکھنا پڑھنا ہے۔ پس تمام لجنات فوری طور پر رپورٹ بھجوائیں۔ کہ انہوں نے کس حد تک کام شروع کر دیا ہے۔ ہر خواندہ عورت ایک دو ناخواندہ عورتوں کو تعلیم دینا اپنے ذمہ لے۔ اور کوشش کریں۔ کہ سال کے اندر تمام ناخواندہ مستورات کو خواندہ بنا لیں۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ربوہ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور پاکیزہ کرتی ہے

میری یہ رائے سرکاری ریکارڈ پر مبنی ہے کہ احرار کانگرس کے طرفدار اور مسلم لیگ اور قیام پاکستان کے مخالف تھے

عوام کو ختم نبوت کے متعلق بھی ان کے خلوص پر شبہ تھا

تحقیقاتی عدالت میں سابق سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس مرزا نعیم الدین کا بیان

گزشتہ سے پیوستہ

سوال:۔ گورنمنٹ ہاؤس سے کوتوالی کتنی دور ہے۔؟ جواب:۔ آدھے میل سے زیادہ فاصلے پر۔ سوال:۔ رلانے والی گیس کے پھٹنے کی آواز کیا آدھے میل کے فاصلے پر سنائی دیتی ہے؟ جواب:۔ نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اتنی دور تک سنائی دیتی ہے۔ سوال:۔ ۶ر کی [illegible] کیا آپ نے انسپکٹر جنرل پولیس سے فائرنگ کے متعلق گورنمنٹ کے احکام کی تبدیلی کے بارے میں [illegible] کی؟ جواب:۔ ہاں میں نے ان سے بات کی تھی۔ اور اس حکم پر اپنی بیزاری کا اظہار کیا تھا۔

عدالت کا سوال:۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے کہا ہے کہ ۶ر کی صبح کو آپ [illegible] تجویز پیش کی تھی کہ حکومت فائرنگ موقوف کردے اور مطالبات کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کرے۔ ورنہ آپ مستعفی ہو جائیں گے۔ کیا یہ صحیح ہے۔؟ جواب:۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ فائرنگ روک دی جانی چاہیئے بلکہ میں نے کہا یہ تھا کہ عوام کا اصرار ہے کہ حکومت کی طرف سے مطالبات کے حق میں یا خلاف کوئی اعلان جاری کیا جائے۔

میں نے یہ بھی کہا تھا کہ حکومت کی کمزور پالیسی اور خاص کر فائرنگ کردینے کے حکم کے باعث پولیس کے حوصلے پست ہو رہے ہیں۔ اور اب اگر حکومت اپنی پالیسی پر نظر ثانی نہ کرے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ سوال:۔ کیا کچھ ہی دیر بعد گورنمنٹ ہاؤس میں آپ کو وزیر اعلےٰ کے سامنے پیش کیا گیا تھا؟ جواب:۔ مجھے پیش تو نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ میں اور انسپکٹر جنرل دونوں ایک ہی موٹر کے ذریعہ وزیر اعلےٰ کی کوٹھی گئے۔ لیکن چونکہ وہ وہاں نہیں تھے اس لئے ہم گورنمنٹ ہاؤس گئے۔ سوال:۔ گورنمنٹ ہاؤس میں آپ نے وزیر اعلیٰ سے کیا کہا۔ سوال:۔ گورنمنٹ ہاؤس میں آپ نے وزیر اعلےٰ سے کیا کہا؟ جواب:۔ انسپکٹر جنرل پولیس اس کمرہ میں گئے۔ جہاں وزیر اعلےٰ تھے۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں باہر آئے۔ اس وقت میں برآمدے میں کھڑا تھا۔ وزیر اعلےٰ کو انسپکٹر جنرل صورت حال سمجھا رہے تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے شہر کے متعلق ایک دو باتیں پوچھیں۔ سوال:۔ کیا آپ نے وزیر اعلےٰ سے اپنے مستعفی ہونے کے ارادہ کے متعلق کچھ کہا یا آپ نے فائرنگ پر پابندی لگانے کے حکم کے خلاف احتجاج کیا؟ میں نے اپنے استعفے کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا۔ البتہ میں نے یہ ضرور کہا تھا۔ کہ فائرنگ پر پابندی کا حکم پولیس کے حوصلوں کو پست کر رہا ہے۔ سوال کیا آپ نے پالیسی کے اعلان کے بارے میں کچھ کہا تھا؟ جواب:۔ ہاں! میں نے کہا تھا کہ عوام پالیسی کے اعلان کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ سوال:۔ آپ سے اس بارے میں کوئی سوال کیا گیا تھا یا خود اپنی مرضی سے آپ نے یہ بات کہی تھی؟ جواب میں نے یہ ساری باتیں اپنی گفتگو کے دوران میں کہی تھیں۔ اور یہ باتیں میں نے اسلئے نہیں کہی تھیں کہ اس بارے میں مجھ سے خاص طور پر کوئی سوال کیا گیا تھا۔ سوال:۔ جب آپ نے انسپکٹر جنرل پولیس سے فائرنگ پر پابندی کے خلاف احتجاج کیا تو کیا انہوں نے آپ کے خیال سے اتفاق کیا؟ جواب:۔ ہاں انہوں نے اتفاق کیا اور کہا ہم دونوں کو اس مسئلے پر وزیر اعلےٰ سے گفتگو کرنی چاہیئے۔

سوال:۔ جب آپ نے انسپکٹر جنرل پولیس سے اس سلسلے میں گفتگو کی تو کیا انہوں نے فائرنگ پر پابندی کے حکم کی ذمہ داری قبول کی؟ جواب نہیں۔ سوال:۔ کیا انہوں نے آپ کو بتایا کہ اس حکم کی ذمہ داری کس پر ہے؟ جواب:۔ نہیں سوال:۔ کیا ہنگاموں کے دوران میں حکومت پنجاب نے مطالبات کے متعلق کبھی بھی اپنی پالیسی کا اظہار کیا؟ جواب:۔ نہیں۔ سوال:۔ مرکزی حکومت کی ۲۸ر فروری کی چٹھی کے متن سے آپ کو مطلع کیا گیا؟ جواب:۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ سوال:۔ اگر آپ کو اس چٹھی کا متن حکومت کی پالیسی کی طرف ایک اشارے کے طور پر بتایا جاتا تو ایسی صورت میں آپ کیا کرتے؟ جواب:۔ اس کا بحیثیت ایس۔ ایس پی میرے رویہ پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ سوال:۔ اگر آپ کو اس چٹھی کے متن سے مطلع کیا جاتا تو کیا تب بھی آپ انسپکٹر جنرل پولیس کے سامنے یہ تجویز پیش کرتے کہ حکومت کو مطالبات کے بارے میں کوئی نہ کوئی بیان جاری کرنا چاہیئے۔ جواب:۔ نہیں سوال:۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ۵ر مارچ کو گورنمنٹ ہاؤس میں جو جلسہ ہوا تھا۔ اس میں مولانا عبدالستار خان نیازی[?] نے کچھ تجاویز پیش کی تھیں؟ جواب:۔ میں اس جلسے میں موجود نہیں تھا

عدالت کی طرف سے

سوال:۔ دستاویز نمبر ۳۱۹ دیکھ کر بتایئے کہ ہنگاموں کے دوران میں لاہور میں جو واقعات رونما ہوئے ان کے بارے میں آیا یہ آپکا تصدیق کردہ بیان ہے؟ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ کیا آپ نے مرکزی حکومت کی ۲۸ر فروری کی چٹھی دیکھی ہے؟ جواب:۔ جی نہیں سوال:۔ اس چٹھی کو دیکھئے اور بتایئے کہ اس چٹھی میں جو پالیسی بتائی گئی ہے۔ اگر اس سے آپ کو مطلع کیا جاتا۔ تو کیا آپ کوئی سخت اور قطعی کارروائی کرتے؟ جواب:۔ اگر مجھے ۶ر مارچ کو یہ پتہ چلتا کہ مرکزی حکومت نے پنجاب حکومت کو یہ ہدایت کی ہے۔ کہ اس بات کی پبلسٹی کی جائے کہ مطالبات قبول نہیں کئے جائینگے تو میں انسپکٹر جنرل سے یہ نہ کہتا کہ عوام بجا طور پر یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ مطالبات کے متعلق حکومت کوئی بیان جاری کرے۔ اور اس صورت میں بلاشبہ حکومت کی پالیسی اور میری کارروائیاں زیادہ سخت اور بالکل یقینی ہوتیں۔ سوال:۔ ۲۸ر فروری کو مرکز کی طرف سے جس پبلسٹی کی خواہش ظاہر کی گئی تھی۔ اگر وہ پبلسٹی کی جاتی تو آپ عوام سے کس ردعمل کی توقع رکھتے تھے؟ جواب:۔ اس کا عوام پر چاہے کوئی اثر ہی کیوں نہ ہوتا کم از کم ہمیں معلوم ہوتا کہ ہم نے صورت حال سے کس طرح نبٹنا ہے اور ۶ر مارچ تک ہم اس سے مؤثر طریقے پر نبٹنے کے قابل ہوتے

وکیل کی طرف سے (ضمنی)

سوال:۔ مرزا عباس نے گورنمنٹ ہاؤس سے ٹیلیفون پر جو ہدایات وصول کیں۔ کیا وہ دوسرے افسروں کو بھی بتائی گئیں۔ جواب:۔ جی ہاں۔ وہ سب متعلقہ افسروں کو بتائی گئیں۔ سوال:۔ کیا پولیس کو یہ ہدایات تھیں کہ وہ اپنی حفاظت کے سوا گولی نہ چلائیں؟ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ اگر گورنمنٹ ہاؤس سے موصولہ ہدایات یہ تھیں کہ پولیس کو اپنی حفاظت کے سوا گولی نہیں چلانی تو کیا اس سے پولیس کے لئے لوٹ مار اور قتل و خون اور آتش زدگی کے واقعات کو دیکھکر ان پر گولی چلانا ناممکن نہیں ہوگیا تھا؟ جواب:۔ میں نے کہا ہے کہ موصولہ ہدایات سے الجھن پیدا ہوتی تھی اور ان میں تضاد تھا۔ اس لئے میں موصولہ ہدایات کی روشنی میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے مذکورہ معاملات میں کیا کیا ہوگا۔ ہدایات میرے لئے بھی بالکل واضح نہیں تھیں۔ اس لئے میں اپنے ماتحتوں سے یہ امید نہ رکھتا تھا کہ وہ انہیں واضح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ان ہدایات کے موصول ہونے کے بعد بعض افسروں نے گولی چلائی اور بعض نے انہیں حالات میں نہیں چلائی۔ سوال:۔ کیا آپ کو علم ہے کہ کسی افسر نے لوگوں پر اس وقت گولی چلائی ہو۔ جب وہ لوٹ مار۔ آتشزدگی۔ قتل یا زنا بالجبر میں مصروف ہوں جواب:۔ میں سردست کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس سوال کا جواب دینے کے لئے مجھے ریکارڈ دیکھنا پڑیگا

گورنمنٹ ہاؤس سے ہدایات

سوال:۔ کیا آپ نے گورنمنٹ ہاؤس سے موصولہ ہدایات کے متعلق ٹیلیفون پر مرزا غلام عباس سے تصدیق کرلی تھی؟ جواب:۔ جی ہاں۔ دورود کے بعد میں نے ان سے پوچھا تھا۔ لیکن انہیں بھی ٹھیک طرح سے اس آدمی کا پتہ نہیں تھا۔ جس نے گورنمنٹ ہاؤس سے یہ ہدایات جاری کی تھیں۔ سوال:۔ آپ نے وزیر اعلےٰ سے کیوں نہ پوچھا۔ جواب:۔ جب آئی جی پولیس ایسی باتیں پوچھنے کے لئے موجود تھے تو پھر میں ایسی باتیں پوچھنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

سوال:۔ کیا آپ نے آئی جی پولیس کو کہا تھا کہ وہ وزیر اعلےٰ سے پوچھیں؟ جواب:۔ جی نہیں۔ سوال:۔ لاہور میں غنڈوں کی تعداد کیا ہے؟ جواب:۔ جب میں نے لاہور چھوڑا۔ اس وقت ان کی تعداد ۵۶ تھی۔

سوال:۔ ان میں خطرناک غنڈے کتنے تھے؟ جواب میں نہیں کہہ سکتا۔ سوال:۔ لاہور میں بدمعاشوں کی تعداد کیا ہے؟ جواب:۔ میں سردست کچھ نہیں کہہ سکتا یہ تعداد سینکڑوں تک ہوگی۔ سوال:۔ کیا وہ سب ۶ر مارچ کو جیل میں تھے۔؟ جواب سب نہیں۔ سوال:۔ کیا یہ درست ہے کہ ۶ر مارچ کی صبح کو ہجوم ان کے گھروں سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اور بدمعاش اور غنڈے باہر آگئے تھے؟ جواب:۔ یہ درست نہیں ہے میں یہاں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں ۴ر تاریخ کی صبح کو ایک جنازہ جس کے ساتھ ایک مولوی بھی تھا۔ انارکلی سے گذر رہا تھا۔ دوسری طرف سے کچھ سپاہی سفید کپڑوں میں آرہے تھے۔ جنازے میں سے کسی نے ان کو پہچان لیا۔ اس پر میت کو زمین پر رکھدیا گیا اور ان سپاہیوں کا تھانے تک تعاقب کیا گیا۔ مولوی صاحب نے احتجاج کیا کہ میت کو زمین پر پھینک دینا اس کی توہین ہے۔ لیکن ان کی کسی نے نہ سنی۔ سوال:۔ اسکے واقع کے متعلق آپ کی اطلاع کا ذریعہ کیا ہے؟ جواب:۔ مقامی پولیس

سوال:۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے اپنے تحریری بیان میں مندرجہ ذیل کہا ہے۔

ایس ایس پی مسٹر نعیم الدین مجھے ایک طرف لے گئے اور کہا کہ شہر میں صورت حال بالکل اچھی نہیں ہے۔ تمام شہر میں ہجوم اکٹھے ہو رہے ہیں۔ نعیم الدین کے مطابق وہ پہلے کی نسبت زیادہ جارحانہ انداز اختیار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا لوگوں کو کس طرح یہ خیال ہے کہ حکومت غلطی پر ہے۔ اور یہ صرف غیر ہمدردانہ ہی نہیں بلکہ سخت مخالفانہ بھی ہے۔ ان حالات میں طاقت کے استعمال سے مزید دل برداشتگی پیدا ہوتی اور مایوسی بڑھتی۔ انہوں نے کہا اب تک حکومت نے تحریک

کے متعلق اپنے رویہ کی وضاحت نہیں کی تھی نہ ہی کوئی ایسا اشارہ تھا کہ حکومت ان پر سوچنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ مرزا نعیم الدین کے بیان کے مطابق اس سے صورت حال کو زیادہ مشکل بنایا جارہا تھا وہ وزیر اعلیٰ کو مل کر ان کے سامنے یہ تجویز پیش کرنا چاہتے تھے۔ کہ مزید دباؤ سے صورت حال پر قابو نہیں پایا جاسکے گا۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ حکومت پنجاب لوگوں کو یقین دلائے۔ کہ یہ اتنا غیر ہمدرد اور سنگدل نہیں جتنا کہ اسے بنایا جارہا ہے۔ اور مزید یہ کہ حکومت مطالبات کے متعلق جلد فیصلے کرنے کی پوری کوشش کررہی ہے انہوں نے محسوس کیا۔ کہ اس قسم کی اپیل سے حکومت کے خلاف جو غصے اور سنگدلی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ وہ ختم ہو جائے گا۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ بعض حصوں میں یہ درست ہے۔ اور بعض میں غلط۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت غیر ہمدرد ہے۔ میں نے یہ بھی نہیں کہا تھا۔ کہ مجھے وزیر اعلیٰ کے سامنے پیش کیا جائے۔ یا زیادہ دباؤ سے صورت حال پر قابو پانے کا امکان نہیں۔ میں نے یہ بھی نہیں کہا تھا۔ کہ میں حکومت پنجاب سے چاہتا ہوں۔ کہ وہ یہ اعلان کرے۔ کہ وہ اس قدر غیر ہمدرد نہیں جتنا کہ اسے دکھایا جارہا ہے

س:۔ کیا آپ نے گولی چلانے کے متعلق پولیس کو ہدایات دیں۔ انجمن کی شکایت آئی جی پولیس کو کی تھی؟ ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ کیا انہوں نے پوزیشن کی وضاحت کی تھی؟ ج:۔ جی نہیں

س:۔ کیا وزیر اعلیٰ کا بیان جاری ہونے تک آپ گورنمنٹ ہاؤس میں ہی رہے؟ ج:۔ میں اس سے کچھ ہی پہلے گورنمنٹ ہاؤس سے آگیا۔

س:۔ کیا وزیر اعلیٰ کی تقریر نشر کرنے کی ڈیوٹی آپ کو نہیں سونپی گئی تھی؟ ج:۔ مجھے وہ پولیس کی گارڈوں اور لاؤڈ سپیکروں کا انتظام کرنے کو کہا گیا۔ س:۔ آپ اس وقت کہاں تھے۔ جب آپ کو یہ احکام ملے؟ ج:۔ جب مجھے یہ احکام ملے میں اس وقت تھانہ سول لائن میں تھا۔ س:۔ آپ گورنمنٹ ہاؤس میں کتنی دیر تک ٹھہرے؟

ج:۔ دو گھنٹے کے قریب۔ اس عرصے میں ایک یا دو دفعہ گورنمنٹ ہاؤس سے باہر ڈیوٹی پر جانے کے لئے آنا پڑا۔

س:۔ کیا آپ گورنمنٹ ہاؤس میں چیف سیکرٹری کو ملے تھے؟ ج:۔ مجھے یاد نہیں۔

س:۔ جب اس معاملے میں آپ نے حکومت کے فیصلہ نہ کرنے پر کہا۔ تو کیا آئی۔ جی پولیس نے آپ کو حکومت کا رویہ نہیں بتایا؟ ج:۔ جی نہیں۔

س:۔ کیا آپ کو یہ علم ہوا تھا۔ کہ مرکز مطالبات کو منظور کرنے کے خلاف ہے؟ ج:۔ جی ہاں مجھے پتہ تھا

س:۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ احرار تحریک ختم نبوت کے محرک تھے۔ کیا کوئی اور جماعت تحریک میں شامل نہیں ہوئی؟ ج:۔ بعد میں کچھ جماعتیں تحریک میں شامل ہوگئیں

س:۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ احرار کانگرس کے حرف دار تھے۔ اور وہ مسلم لیگ اور پاکستان کے قیام کے مخالف تھے۔ آپ نے یہ کیسے کہا؟ ج:۔ میری رائے سرکاری ریکارڈ پر مبنی ہے۔

س:۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ احرار نے ۱۹۴۹ء میں "شہریت" کا سوال پیدا کیا۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ اس وقت احرار کشمیر اور دفاع پر کانفرنسیں منعقد کررہے تھے۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔ وہ ایسی کانفرنسیں منعقد کررہے تھے لیکن لوگ ان پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔ عوام کو ختم نبوت کے مسئلے پر بھی ان کے خلوص پر شبہ تھا۔

س:۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ احرار نے اس تحریک میں ذاتی ترقی کی وجہ سے شرکت کی تھی۔ آپ یہ کس طرح کہتے ہیں؟ ج:۔ یہ عوام کی عام رائے ہے۔

س:۔ احرار نے ۱۹۴۹ء میں شہریت کا کونسا سوال پیدا کیا؟ ج:۔ مجھے تفصیل کا علم نہیں۔

س:۔ آپ نے احرار پر قسمیں کھا کر انہیں توڑنے کا الزام لگایا ہے۔ آپ اس کے متعلق کوئی مواد پیش کرسکتے ہیں؟ ج:۔ میرے پاس پیش کرنے کے لئے ٹھوس واقعات نہیں ہیں۔ سی۔ آئی۔ ڈی کا ریکارڈ اس کے متعلق بتائے گا۔

س:۔ کیا آپ کو معلوم تھا۔ کہ جنوری میں جب ڈائرکٹ ایکشن کا نوٹس دیا گیا۔ تو لوگ اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں گے؟ ج:۔ ہاں۔ س:۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو رکھنے کے لئے کوئی بندوبست کیا جنہیں گرفتار کیا جاتا؟ ج:۔ گرفتار ہونے والوں کیلئے جگہ کا بندوبست کرنا میری ذمہ داری نہیں۔

س:۔ آپ نے اپنی ڈائریوں میں کہا ہے۔ کہ شر پر احرار کے ایک چھوٹے سے گروہ تک محدود تھا۔ اس الزام کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

ج:۔ جس ریکارڈ سے میں نے ڈائری تیار کی اس میں کچھ شہادت ضرور ہونی چاہیئے

س:۔ جب آپ نے ڈائری لکھی۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی شہادت تھی؟ ج:۔ جی ہاں۔

س:۔ کیا آپ نے ان احراریوں کے خلاف کوئی کارروائی کی۔ جو تشدد کے لئے تیار ہو رہے تھے؟

ج:۔ ہوسکتا ہے۔ کہ اس وقت کے لئے انہوں نے تشدد کی کوئی کارروائی نہ کی ہو۔ س:۔ کیا آپ نے ان افراد کے خلاف پی۔ پی۔ ایس اے کے تحت کارروائی نہیں کرسکتے تھے؟ ج:۔ میں نے یہ معاملہ سی۔ آئی۔ ڈی کے پاس بھیج دیا تھا۔

س:۔ آپ نے اپنی ۱۲ تاریخ کی ڈائری میں لکھا ہے۔ کہ حکومت نے کنونشن کے رہنماؤں کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ ان میں سے بعض فرار ہوچکے تھے۔ فرار ہونے والے یہ اشخاص کون تھے؟ ج:۔ سی۔ آئی۔ ڈی یہ گرفتاریاں عمل میں لائی تھی۔ میں فرار ہونے والوں کی تفصیلات نہیں دے سکتا۔

س:۔ کیا ۵ اور ۶ فروری کی درمیانی رات نسبت روڈ پر جلسہ ہوا۔ اس پر احمدیوں نے کلوخ اندازی نہیں کی؟ ج:۔ جی ہاں یہ درست ہے۔ کہ انہوں نے کلوخ اندازی کی تھی۔

س:۔ کیا اس حرکت پر حاضرین کو غصہ نہیں آیا؟ ج:۔ جی ہاں آیا۔ س:۔ کیا اس واقعہ سے کسی طرح امن شکنی کا کوئی اندیشہ پیدا ہوا؟ ج:۔ جی ہاں امن شکنی پیدا ہونے لگی تھی۔ س:۔ کیا مجلس عمل کے جو ارکان جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے ناراض ہجوم کو خاموش کرایا اور انہیں پرسکون رہنے پر آمادہ کیا؟ ج:۔ جی ہاں۔ یہ بھی درست ہے۔

س:۔ کیا ۱۵ فروری کو جماعۃ المسلمین اور احمدیوں کے مختلف گروہوں میں ڈی۔ اے۔ وی کالج کے سامنے جھڑپ نہیں ہوئی؟ ج:۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج کی عمارت اس وقت تک تعلیم الاسلام کالج کے پاس ہے۔ یہ ایک احمدی ادارہ ہے۔ مذکورہ تاریخ کو ایک ہجوم تعلیم الاسلام کالج میں اس غرض کے لئے گیا۔ تاکہ انہیں ہڑتال میں شامل ہونے پر مجبور کرے۔ تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ نے ہڑتال نہیں کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہجوم نے ان پر تھوڑی سی کلوخ اندازی کی۔ تعلیم الاسلام کالج کے طلباء نے بھی جواب میں کلوخ اندازی کی۔ اس ہنگامے میں کسی کھڑکی کا ایک شیشہ ٹوٹ گیا اور ہجوم میں ایک لڑکا زخمی ہوا۔

س:۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ اس واقعہ کا علم جب مولانا ابوالحسنات کو ہوا۔ تو انہوں نے سید مظفر علی شمسی کے ذمے یہ کام سپرد کیا۔ کہ وہ ہجوم کو لاقانونیت سے باز رہنے پر آمادہ کریں اور اسے وہاں لے جائیں جہاں ایک جلسہ عام ہو رہا تھا؟

ج:۔ مجھے اس کا یقینی علم تو نہیں تاہم اس واقعہ کے کچھ دیر بعد مسٹر شمسی نے مجھ سے اس بات کا تذکرہ کیا جو اس سوال میں کہی گئی ہے۔

س:۔ آپ نے کہا ہے کہ یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو مولانا احمد علی کی قیادت میں جو جلوس نکلا وہ آمادہ تشدد تھا۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور آئی جی پولیس دونوں کا کہنا ہے۔ کہ یہ جلوس پرامن تھا ان متضاد بیانات میں صحیح کونسا ہے؟

ج:۔ وہ جلوس یقیناً آمادہ تشدد تھا۔ انہوں نے ایک ٹرک توڑ ڈالا تھا۔ اس لئے میرا بیان صحیح ہے۔

س:۔ آپ نے کہا ہے کہ یکم مارچ کو بہت سے جلوس نکلے۔ مال روڈ پر دوسرا جلوس روکا گیا۔ اس کا رہنما کون تھا؟ ج:۔ اس جلوس میں کوئی رہنما نہیں تھا۔

س:۔ تیسرے جلوس کی رہنمائی کون کررہا تھا؟ ج:۔ مجھے معلوم نہیں۔ س:۔ کیا یہ جلوس اس طرح نہیں نکلے تھے کہ جن رضاکاروں کو اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کرنا ہوتا تھا وہ اکٹھے ہوکر نکلتے۔ اور تماشائی ان کے ساتھ جاتے؟

ج:۔ یہ درست ہے۔ کہ جلوس رضاکاروں پر مشتمل ہوتے تھے لیکن ان کا ساتھ دینے والا جلوس صرف تماشائیوں پر نہیں بلکہ ہمدردوں پر بھی مشتمل ہوتا تھا۔

س:۔ یکم مارچ کو لاہور سے کتنے آدمی باہر بھاگ کر چھوڑے گئے؟ ج:۔ مجھے تعداد معلوم نہیں۔

س:۔ کتنے ٹرک بھرے گئے تھے؟

ج:۔ میں کہہ نہیں سکتا۔ س:۔ ۲ مارچ کو کتنے ٹرک بھرے گئے تھے؟ ج:۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ (باقی)

ولادت :۔ عزیزم برادرم خواجہ محمد طفیل صاحب کے ہاں پہلا لڑکا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ جماعت ... دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ بچہ کو نیک اور خادم دین بنائے۔ خواجہ محمد احمد مسلم شرکت جرنل (نوابلہ)

مجھے بتایا گیا تھا کہ جماعت اسلامی کے اراکین زخمیوں کی مرہم پٹی کے بہانے اپنی ایمبولنس کاروں کو پراپیگنڈا کیلئے استعمال کرتے ہیں؟

ان کاروں کے ذریعہ یہ لوگ مختلف چوراہوں پر جاکر حکومت کے خلاف تحریک کو اکساتے تھے

سید اعجاز حسین شاہ ڈپٹی کمشنر لاہور کا بیان!!

(گذشتہ سے پیوستہ)

لاہور ۔ ۱۴ رجنوری ۔ مسٹر اعجاز حسین شاہ ڈپٹی کمشنر لاہور پر جرح کرتے ہوئے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مسٹر نذیر احمد نے منگل کے روز دریافت کیا تھا کہ انہوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا عہدہ کب سنبھالا تھا ۔ ڈپٹی کمشنر نے جواب دیا کہ میں نے آخر ستمبر ۱۹۵۱ء ڈپٹی کمشنر لاہور کا عہدہ سنبھالا تھا ۔ انہوں نے کہا کہ میں ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء کے شروع تک یہاں کا ایک سٹی مجسٹریٹ بھی رہا تھا ۔

سوال :- کیا آپ مولانا ابو الحسنات کو جانتے ہیں ؟ جواب :- میں انہیں جانتا ہوں ۔ لیکن بہت اچھی طرح سے نہیں ۔ سوال :- آپ نے کہا ہے کہ مسجد وزیر خاں ہنگامہ پسندوں (ہولیگن) سے بھری ہوئی تھی ۔ کیا آپ مولانا ابو الحسنات ایسے لوگوں کو بھی ان میں شامل کریں گے ؟ جواب :- میں مولانا ابو الحسنات کو ہنگامہ پسند نہیں کہوں گا ۔ در حقیقت میں ان کی علمیت اور خوش خلقی کی بڑی قدر کرتا ہوں ۔ وہ مسجد میں نہیں تھے ۔ سوال :- آپ نے ۲۸ فروری کے دہلی دروازے کے باہر احتجاج جلسے کے متعلق ہم سے بعض باتیں کہی ہیں ۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس جلسے کو کس نے منظم کیا تھا ؟ جواب :- اسے مجلس عمل کے زیر اہتمام کیا گیا تھا سوال :- کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس جلسے کو جماعت اسلامی کے کسی شخص نے خطاب کیا تھا ؟ جواب :- مجھے معلوم نہیں ۔ سوال :- یکم مارچ کو پھر دہلی دروازے کے باہر کس نے جلسہ منظم کیا ؟ جواب :- غالباً اسی تنظیم نے ۔ سوال :- کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس جلسے کو بھی جماعت اسلامی کے کسی شخص نے خطاب کیا تھا ؟ جواب :- مجھے نہیں معلوم ۔ سوال :- کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ۲۸ فروری سے مارشل لاء کے نفاذ تک کسی جلوس میں شرکت کے سلسلہ میں جماعت اسلامی کے کسی رکن کو گرفتار نہیں کیا گیا تھا ؟ جواب :- میرے لئے یہ کہنا مشکل ہے ۔ لیکن ان کا کوئی رہنما گرفتار نہیں کیا گیا تھا ۔ سوال :- کیا آپ کو معلوم ہے کہ ۵ مارچ کو ۱۰ بجے صبح جب آپ نے سربرآوردہ افراد کا اپنے دفتر میں جلسہ کیا تھا ۔ تو جماعت اسلامی کے کسی آدمی نے اس میں شرکت نہیں کی تھی ؟ جواب :- یہ کافی بڑا اجتماع تھا ۔ لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ جو لوگ موجود تھے ان میں سے کسی کا میلان جماعت اسلامی کی جانب تھا یا نہیں ۔ سوال :- جب آپ کی ہدایت کے مطابق دعوت نامے بھیجے گئے تھے ۔ تو کیا اس جلسے کے لئے جماعت اسلامی کے کسی آدمی کو مدعو کیا گیا تھا ؟ جواب :- کوئی باقاعدہ دعوت نامہ نہیں بھیجا گیا تھا ۔ چونکہ میرے پاس وقت بہت کم تھا ۔ اور اس جلسے کو طلب کرنے کا فیصلہ میں نے ڈی ایس پی کے قتل کے نتیجے کے طور پر کیا تھا ۔ اس لئے میں نے اپنے آفس سپرنٹنڈنٹ سٹی مجسٹریٹ اور پرسنل اسسٹنٹ سے کہا کہ وہ سربرآوردہ شہریوں کو بلالیں ۔

سوال :- کیا آپ نے انہیں ہدایت کی تھی کہ جماعت اسلامی کے بعض اراکین کو مدعو کیا جائے ؟ جواب :- معینہ طور پر نہیں ۔ سوال :- کیا آپ کو علم ہے کہ ۲۸ فروری سے ۶ مارچ تک پانچ چھ دنوں تک جماعت اسلامی زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہی تھی ۔ اور اس کے پاس ایک گشتی شفاخانہ تھا ؟ جواب :- مجھے ایک مثال کا علم ہے ۔ ایک صاحب جن کا دعویٰ تھا ۔ کہ وہ جماعت اسلامی کے رکن ہیں ۔ کرفیو پاس لینے کے لئے میرے سامنے آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک ایمبولنس پر کام کرتے ہیں ۔ اور انہیں آنے جانے کی اجازت دی جائے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ سول لائن تھانے میں مجھ سے کسی شخص نے استدعا کی کہ اجازت نہ دی جائے ۔ کیونکہ اس بہانے ایمبولنس کاروں کو پراپیگنڈہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس پارٹی کے اراکین ان ایمبولنس کاروں میں لے جائے جاتے ہیں اور انہیں بازاروں میں چوراہوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ لوگ ختم نبوت کے مقاصد کی تبلیغ کرتے ہیں اور حکومت کے خلاف تحریک کو اکساتے ہیں ۔ سوال :- کیا آپ کے علم میں ہے کہ ایک گشتی شفاخانہ اور ایک ایمبولنس کار شہر میں چل پھر رہے تھے ؟ جواب :- مجھے صرف ایک ایمبولنس کار کا علم ہے ۔ جس کے سلسلہ میں ایک صاحب مجھ سے کرفیو پاس مانگنے کے لئے سول لائن تھانے میں میرے پاس آئے تھے ۔ سوال :- جن لوگوں نے آپ کے دفتر میں ۵ مارچ کو منعقد ہونے والے جلسے میں شرکت کی تھی کیا ان میں سے چند ممتاز افراد کے نام آپ بتا سکتے ہیں ؟ جواب :- میرے پاس ان کے ناموں کی ایک فہرست موجود ہے جو اگزیبٹ ڈی ای ۳۲۰ ہے ۔ سوال :- آپ نے ان خواتین و حضرات سے کیا کہا تھا اور آپ کی اپیل کا ان پر کیا ردعمل ہوا تھا ؟ جواب :- ڈی ۔ ایس ۔ پی کے قتل کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال پر میں ان کی توجہ

سابق صوبائی حکومت کی پالیسی نہایت کمزور اور متذبذب رہی ہے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں

حکومت پنجاب کے وکیل چودھری فضل الٰہی کے دلائل

لاہور ۴ فروری ۔ تحقیقاتی عدالت میں چودھری فضل الٰہی صاحب وکیل برائے حکومت پنجاب نے اپنی بحث جاری رکھتے ہوئے عدالت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ پیغام میں کراچی جانے والے رضاکاروں کا کوئی تذکرہ نہیں تھا ۔ درآنحالیکہ کراچی کانفرنس میں فیصلہ ہوا تھا کہ ایسے رضاکاروں کو روک لیا جائے ۔ وکیل موصوف نے بتایا کہ ڈی آئی جی سی ۔ آئی ۔ ڈی جو کراچی کانفرنس میں شرکت کرنے والے افسروں میں سے ایک فرد تھے ایک وائرلیس پیغام ضلع پولیس افسروں کے نام بھیجا تھا ۔ جس میں خاص طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ وہ حتی الامکان رضاکاروں کو کراچی اور لاہور جانے سے روکنے کی کوشش کریں ۔ چودھری فضل الٰہی نے بتایا کہ یہ دونوں وائرلیس پیغامات ایک ہی روز بھیجے گئے تھے ۔ ایک تو ہوم سیکرٹری نے مسٹر دولتانہ کی ہدایت پر بھیجا تھا ۔ اور دوسرا ڈی ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ڈی نے بھیجا تھا اور یہ دونوں پیغامات تحریک کے متعلق متضاد رویہ کے شاہد ہیں ۔ وکیل موصوف نے کہا کہ جب ضلع افسروں نے مذکورہ دو متضاد ہدایتوں کو دیکھا ۔ تو انہوں نے اس بارے میں تحقیقات کی ۔ چنانچہ ڈی ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ڈی نے ایک اور وائرلیس پیغام ۲ مارچ کو انسپکٹر جنرل پولیس کے حکم سے جن کو وزیر اعلیٰ نے ہدایت کی تھی روانہ کیا جس میں پولیس افسروں کو ہدایت کی گئی تھی کہ کراچی جانے والے رضاکاروں کو نرمی کے ساتھ ترغیب دی جائے ۔ لیکن اگر ترغیب سے اس مقصد میں کامیابی نہ ہو تو انہیں گرفتار نہ کیا جائے ۔ آخر کار ۴ مارچ کو ہوم سیکرٹری نے ایک پیغام بھیجا کہ کراچی جانے والے رضاکاروں کو روک دیا جائے ۔ لیکن اس وقت کی گئی جبکہ رضاکاروں کے دستے کراچی بھیجے جا رہے تھے اور مرکزی حکومت نے حکومت پنجاب سے درخواست کی تھی کہ کراچی کے فیصلے پر عمل کیا جائے وکیل موصوف نے بتایا کہ اس دوران حکومت کی پالیسی نہایت کمزور اور متذبذب رہی ۔ حالانکہ کراچی کے فیصلے کے تحت ہنگاموں اور خلاف قانون کارروائیوں کو سختی کے ساتھ ختم کرنا ضروری تھا

وکیل موصوف نے مسٹر دولتانہ کے بیان کے اس حصہ کا تذکرہ کیا ۔ جو ۲۷ فروری سے ۲ مارچ ۱۹۵۳ء تک ان کی پالیسی سے متعلق ہے اور بتایا ۔ کہ سابق وزیر اعلیٰ نے بتایا ہے کہ تحریک سے متعلق لیڈروں کو اس طرح گرفتار کرنا مقصود تھا ۔ کہ تحریک قیادت سے محروم ہو جائے ۔ سابق وزیر اعلیٰ نے بتایا ہے کہ ان کی دوسری کارروائی یہ تھی ۔ کہ تحریک کی حمایت میں پراپیگنڈے کا انسداد ہو جائے ۔ اور تحریک سے پیدا ہونے والے برے نتائج اور خطرات سے عوام کو آگاہ کر کے تحریک سے ان کی ہمدردی ختم کر دی جائے ۔ چودھری فضل الٰہی نے بتایا کہ اس پالیسی پر سختی کے ساتھ عمل نہیں کیا گیا ۔ اور حالت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی ۔ وکیل موصوف نے مسٹر دولتانہ کے اس بیان کا تذکرہ کیا ۔ جس میں انہوں نے بتایا ہے ۔ کہ ۲ مارچ کو انہوں نے اپنی پالیسی بدل دی ۔ جبکہ انہوں نے یہ خیال کیا تھا ۔ کہ اب تحریک کا مقابلہ کرنا چاہیئے ۔ چنانچہ مسٹر دولتانہ نے بتایا ۔ کہ ۳ مارچ کو دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ۔ مگر یہ دفعہ ۱۴۴ صرف شہری علاقہ میں نافذ رہی ۔ دیواری شہر میں نہیں ۔ جو تحریک کے طوفان کا مرکز بنا ہوا تھا ۔ اس دفعہ ۱۴۴ سے عارضی طور پر کچھ فائدہ ہوا ۔ مگر بہت جلد دیواری شہر سے لوگ سول لائن کے علاقہ میں داخل ہو گئے ۔ وکیل موصوف نے بتایا ۔ کہ ۴ مارچ کو پالیسی بالکل بدل گئی ۔ اس لئے نہیں کہ مسٹر دولتانہ پالیسی میں تبدیلی چاہتے تھے ۔ بلکہ اس لئے کہ مسجد وزیر خاں میں پولیس افسر سید فردوس شاہ کے قتل پر پولیس والوں میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی تھی ۔ چنانچہ اس تحریک کے خلاف سخت کارروائی شروع کر دی گئی ۔ اور مسٹر دولتانہ نے اپنی مسلم لیگ کے عہدیداروں اور کونسلروں کو گورنمنٹ ہاؤس میں جمع کیا ۔ اور انہوں نے پولیس کی کارروائی کے خلاف احتجاج کیا ۔ اور پولیس سے درخواست کی ۔ کہ وہ مظاہروں کے متعلق اپنا رویہ نرم کرے ۔ وکیل موصوف نے بتایا کہ اس کے بعد بدبخت ۶ مارچ کا دن آ گیا ۔ اس روز بہت بڑے پیمانہ پر لوٹ مار اور آتشزدگی کی وارداتیں شروع ہو گئیں ۔ ڈاکخانے جلا دیئے گئے ریل کی پٹڑیاں اکھاڑ دی گئیں بعض محلوں میں بجلی کے تار کاٹ دیئے گئے ۔ اور سرکاری ملازمین نے ہڑتال کر دی ۔ اور مسٹر دولتانہ نے بالآخر یہ سمجھ لیا ۔ کہ ان کی چال ناکام ہو گئی ۔ مسٹر دولتانہ مارشل لاء کا نفاذ نہیں چاہتے تھے ۔ کیونکہ اس سے کراچی اور خواجہ ناظم الدین کی پریشانی ختم ہو جاتی تھی ۔ اور مسٹر دولتانہ کا منصوبہ جس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انہوں نے سخت کوشش کی تھی ۔ پارہ پارہ ہو جاتا ۔

ص خاص طور پر مبذول کرائی تھی ۔ اور میں نے ان سے درخواست کی تھی ۔ کہ وہ امن و قانون کی بحالی میں مدد دیں ۔ میں نے انہیں تجویز پیش کی ۔ کہ ان کے دستخطوں سے ایک مشترکہ اپیل جاری کی جائے ۔ جس کے اوپر عام بحث شروع ہوئی ۔ لیکن ان میں

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱